قادیان ہر احمدی کا وطن ہے

(فرمودہ ۸ فروری ۱۹۲۲ء)

سید محمد یوسف صاحب عرائض نویس حصار ابن مولوی سید احمد حسین صاحب ساکن مظفر نگر کے نکاح ہمراہ مسماۃ امتہ الحفیظ بنت مولوی اللہ دتہ مرحوم ساکن جموں سات سو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۸۔ فروری ۱۹۲۲ء کو اعلان فرمایا۔ لہ

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

خطبہ نکاح کی غرض اولین تو یہی ہوا کرتی ہے کہ اس میں جو نصائح ہیں وہ لڑکی اور لڑکے والوں کو سنائی جائیں مگر ہمارے بعض نکاح ایسے ہوتے ہیں کہ نہ لڑکی والے موجود ہوتے ہیں نہ لڑکے والے۔ ان دونوں کی عدم موجودگی میں ان کے نکاح قادیان میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس بابرکت مقام پر نکاح ہو جس کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہاں جو کام کیا جائے گا بابرکت ہوگا۔ اور نیز وہاں ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کر رکھی ہیں وہ دعا کریں گے۔ یہ خواہش اپنے رنگ میں اچھی ہے مگر میرے نزدیک ایسی حالت میں نکاح کے متعلق نصائح کرنا غیر ضروری ہے اس لئے جس غرض سے یہ کیا جاتا ہے اس کے متعلق کچھ کہتا ہوں۔

نکاح کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور خوشی کے موقع میں کوئی نہیں چاہتا کہ وہ شامل نہ ہو۔ اگر کسی کے رشتہ دار دور ہوں تو وہ ایسے موقع پر لکھ دیا کرتے ہیں کہ ہمارے آنے تک ملتوی کردو۔ حالانکہ کوئی بوجھ نہیں اٹھانا ہوتا جس میں ان کی امداد کی

ضرورت ہوتی ہے۔ پھر ایسا کیوں کیا جاتا ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ طبعاً انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ خوشی کے موقع کو وہ بھی دیکھ سکے۔ خوشی کا اوجھل ہونا انسان کو پسند نہیں۔ لیکن بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ انسان اوجھل ہونے کو گوارا بھی کرلیتا ہے۔ ہمارے ہاں بیسیوں نکاح ہر سال اس قسم کے ہوتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکی والے دونوں میں سے ایک یا دونوں موجود نہیں ہوتے۔ اس سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ ان میں احساسات نہیں ہوتے ان میں خوشی اور رنج کے احساسات ہوتے ہیں۔ پھر ایک بات ہے کہ جس خوشی کے موقع کو دنیا آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی یہ لوگ اس میں موجود نہیں ہوتے۔ میں نے کہا تھا کہ بعض مواقع ہوتے ہیں جن میں اوجھل ہونے کو گوارا کرلیا جاتا ہے جب انسان غیر ملک میں ہو تو انسان اپنے بال بچوں کو وطن میں بھیج دیتا ہے۔ وہ خوشی کو اوجھل کرتا ہے اس لئے کہ شادی اس کے وطن میں ہو جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ پردیس میں موت نہ ہو۔ کیا پردیس والے دفن نہیں کرتے یا وطن میں دفن ہو کر جنت مل جاتی ہے؟ وطن میں بھی موت آئے تو دو تین نسلوں کے بعد کوئی جانتا بھی نہیں۔ مگر وطن کی خاطر خوشی کا آنکھوں سے اوجھل ہونا پسند کرلیا جاتا ہے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم کی ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔[۲] ایک آدمی کی نسل کو خدا تعالیٰ ایسا بڑھاتا ہے کہ اس سے ایک دنیا آباد ہو جاتی ہے وہ دنیا کے باپ ہوتے ہیں اور ان کا وطن تمام دنیا کا وطن ہوتا ہے۔ وہ اتم یا جزیا اصل کے طور پر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو نصیحت کرتا ہے تو ان کا حوالہ دے کر کرتا ہے۔ اس لئے جو نکاح یہاں ہوتے ہیں ان میں خاص بات ہوتی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کا ثبوت ہے۔ آپ بھی آدم ہیں اور آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کی نسل کو بڑھائے گا اور زمین کے کناروں تک پھیلا دے گا۔ اس لئے ایک احمدی خواہ کہیں ہو اس کا وطن قادیان ہے۔ یہ قلوب پر تصرف ہے اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت کہ خدا نے آپ کو آدم بنایا اور دنیا کے قلوب پر تصرف بخشا اور دنیا نے آپ کے وطن کو اپنا وطن سمجھ لیا۔ لوگ جس خوشی کو اوجھل نہیں ہونے دیتے اس کو خوشی سے اپنے وطن کے لئے قربان کرتے ہیں۔ یہ عظیم الشان کشش بتلاتی ہے کہ حضرت صاحب کا دعویٰ سچا ہے اور آپ واقعی آدم ثانی ہیں۔ کیونکہ

لوگ اپنے وطنوں کو بھول کر اسی کو اپنا وطن سمجھ لیتے ہیں ایسے نکاح ہمیں اسی نکتہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں ورنہ نکاح کے خطبہ کی غرض تو لڑکے اور لڑکی والوں کو نصیحت ہوتی ہے۔

(الفضل ۲۲۔ جون ۱۹۲۲ء صفحہ ۶، ۷)

۱؎ الفضل ۱۳۔ فروری ۱۹۲۲ء صفحہ ۲

۲؎ النساء : ۲